نبی کریمؐ کی صحابہ سے رافت وشفقت

قرآن شریف میں نبی کریمؐ کے پاکیزہ اخلاق کا نقشہ یہ پیش کیا گیا ہے۔
لَقَدۡ جَآءَکُمۡ رَسُوۡلٌ مِّنۡ اَنۡفُسِکُمۡ عَزِیۡزٌ عَلَیۡہِ مَا عَنِتُّمۡ حَرِیۡصٌ عَلَیۡکُمۡ بِالۡمُؤۡمِنِیۡنَ رَءُوۡفٌ رَّحِیۡمٌ (سورۃ التوبہ 128)

یعنی اے لوگو! تمہارے پاس تم میں سے ایک رسول آیا ہے تمہارا تکلیف میں پڑنا اس پر گراں گزرتا ہے وہ تمہاری بھلائی کا بے حد خواہش مند ہے اور مومنوں کے ساتھ انتہائی نرمی و رافت سے پیش آنیوالا اور محبت و پیار کا سلوک کرنے والا ہے۔

نبی کریمؐ کی رافت ورحمت اپنی مثال آپ تھی۔ دراصل آپ کی محبت یا نفرت خدا کی خاطر ہوا کرتی تھی اور خدا کا حکم آپ کو یہ تھا وہ لوگ جو صبح و شام اللہ کو یاد کرتے ہیں ان کو مت دھتکارنا۔ وہ خدا کی رضا چاہتے ہیں۔ (سورۃ الانعام:53)

غریب صحابہ سے شفقت

حضرت ابو سعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ میں غریب مہاجرین کی

ایک جماعت میں بیٹھا تھا جن پر تن کے پورے کپڑے بھی نہیں تھے۔ ایک قاری ہمیں قرآن سنا رہا تھا۔ اتنے میں رسول اللہؐ تشریف لائے۔ آپ ہمارے پاس کھڑے ہوئے تو قاری خاموش ہوگیا۔ آپؐ نے ہمیں سلام کیا اور فرمایا تم کیا کر رہے ہو؟ ہم نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ قاری ہمیں قرآن شریف سنا رہے تھے۔ حضورؐ نے فرمایا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کیئے کہ جن کے ساتھ مجھے مل بیٹھنے اور حسن معاشرت کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر آپ ہمارے درمیان تشریف فرما ہوئے اور فرمانے لگے حلقہ بنالو تاکہ سب کے چہرے سامنے ہوں۔ ابوسعید خدریؓ کہتے ہیں میرا خیال ہے حضورؐ نے میرے سوا کسی کو نہیں پہچانا۔ آپؐ فرمانے لگے اے مہاجرین میں سے مفلسوں کی جماعت! تمہیں قیامت کے دن کامل نور کی بشارت ہو۔ تم جنت میں امراء سے آدھا دن پہلے داخل ہوگے اور یہ آدھا دن بھی پانچ سو سال کے برابر ہے۔ (ابوداؤد) 1

حضرت انس بن مالکؓ خادم رسول نے ایک مجنون عورت کے ساتھ رسول کریم ﷺ کی شفقت ومحبت کا ایک عجیب واقعہ بیان کیا ہے کہ مدینہ میں ایک پگلی سی عورت رہتی تھی۔ جسکا نام ام زفر تھا، حضرت خدیجہؓ کی خادمہ خاص رہ چکی تھی، بعد میں عقل میں کچھ فتور پڑ گیا)۔ وہ ایک روز حضورؐ کے پاس آ گئی اور کہنے لگی کہ مجھے آپؐ سے ایک ضروری کام ہے۔ علیحدگی میں بات کرنا چاہتی ہوں۔ آپؐ نے کس وسعت حوصلہ سے اس کمزور اور دیوانی عورت کو یہ جواب

دیا کہ اے فلاں کی ماں! مدینہ کے جس راستہ یا گلی میں کہو بیٹھ جاؤ اور میں تمہارے ساتھ بیٹھ کر بات سنوں گا اور تمہارا کام کردونگا۔ چنانچہ وہ عورت ایک جگہ جا کر بیٹھ گئی۔ حضورؐ بھی اس کے ساتھ بیٹھ رہے۔ اس عورت نے اپنی حاجت بیان کی اور آپ اس وقت تک اٹھے نہیں جب تک اس عورت کی تسلی نہیں ہوگئی۔ (ابن ماجہ) [2]

غلاموں، لونڈیوں کا جو حال اُس زمانہ میں تھا تاریخ سے واقفیت رکھنے والے اسے خوب جانتے ہیں۔ اُن سے جانوروں کا سا سلوک ہوتا تھا۔ ایک حبشی لونڈی مدینہ میں رہتی تھی اسے مرگی کا دورہ پڑتا تھا۔ ایک روز بے چاری اپنی بیماری کی شکایت لے کر حضور کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی کہ حضور مجھے جب مرگی کا دورہ پڑتا ہے تو میں بے پرد ہوجاتی ہوں۔ آپؐ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے اس تکلیف اور بے پردگی سے بچائے۔ آپؐ نے اس حبشی خاتون کی بہت دلداری فرمائی۔ کچھ دیر تسلی کی باتیں اس سے کرتے رہے پھر فرمانے لگے اگر تم چاہو اور صبر کرسکو تو تمہیں اسکے بدلہ جنت ملے گی اور اگر چاہو تو میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ معجزانہ طور پر تمہیں اس بیماری سے شفا دیدے۔ وہ کہنے لگی حضور! میں صبر کرتی ہوں لیکن آپ یہ دعا ضرور کریں کہ میں مرگی کی حالت میں بے پردگی سے بچ جاؤں۔ حضرت ابن عباسؓ لوگوں کو یہ لونڈی دکھا کر کہتے تھے کیا میں تمہیں اہل جنت میں سے ایک عورت نہ دکھاؤں۔ (الشفاء) [3]

غریبوں سے دوستی

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک دیہاتی جسکا نام زاہر تھا وہ نبی کریمؐ کو دیہات کی چیزیں تحفہ میں لاکر دیا کرتا تھا اور نبی کریمؐ اسے انعام و اکرام سے نوازتے اور فرمایا کرتے تھے کہ زاہر ہمارا دیہاتی ہے اور ہم اسکے شہری ہیں۔ حضورؐ اس سے بہت محبت کا سلوک فرماتے تھے۔ وہ شخص بہت سادہ شکل کا بھدا سا تھا۔ ایک دفعہ حضورؐ نے اس کو دیکھا کہ وہ بازار میں اپنا سودا بیچ رہا ہے۔ آپ نے پیچھے سے جاکر باہیں اسکی گردن میں ڈال دیں۔ وہ آپؐ کو دیکھ نہ سکا۔ کہنے لگا اے شخص! مجھے چھوڑ دو۔ پھر جو اس نے مڑ کر دیکھا تو اسے پتہ چلا کہ حضورؐ ہیں تو وہ خوشی سے اپنی پُشت حضورؐ کے جسم مبارک سے رگڑنے لگا۔ حضورؐ فرمانے لگے میرا یہ غلام کون خریدیگا وہ بولا اے اللہ کے رسول! پھر تو آپ مجھے بہت ہی بے کار سودا پائینگے۔ نبی کریمؐ نے فرمایا لیکن اللہ کے نزدیک تو تم گھاٹے کا سودا نہیں ہو۔ تمہاری بڑی قدر و قیمت ہے۔ (احمد)[4]

بدوؤں سے سلوک

یہ تو غرباء اور فقراء صحابہ کے ساتھ آنحضورؐ کا شفقت و رافت کا تعلق تھا۔ مدینہ کے اردگرد رہنے والے اجڈ بدوؤں اور درشت رُو اعراب سے بھی آپ ہمیشہ رافت کا سلوک فرماتے جن کے اخلاق و عادات کے بارہ میں قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ’’بادیہ نشین کفر اور منافقت میں سب سے زیادہ

سخت ہیں اور زیادہ رجحان رکھتے ہیں کہ جو کچھ اللہ نے اپنے رسول پر نازل کیا اسکی حدود کو نہ پہچانیں اور اللہ دائمی علم رکھنے والا اور بہت حکمت والا ہے۔(سورۃ التوبہ:97)

اکثر و بیشتر جنگلی بدو آکر عجیب وغریب سوال آپؐ کی مجلس میں کرتے ہیں اور آپ ہیں کہ نرمی سے جواب دیتے چلے جا رہے ہیں۔آپؐ صحابہ سے محو گفتگو ہیں۔ایک بدو آکر مخل ہوتا ہے اور درمیان میں ٹوک کر سوال کرتا ہے کہ قیامت کب آئیگی؟ اب جسے علم دین کی سوجھ بوجھ ہی نہیں اسے انسان اسکا کیا جواب دے اور کیسے سمجھائے۔حضورؐ اپنی بات جاری رکھتے ہیں اور اصحاب رسول چہ میگوئیاں کررہے ہیں کہ شاید حضورؐ نے اسکا سوال سنا ہی نہیں اسلئے جواباً خاموش ہیں۔کوئی کہتا ہے کہ حضورؐ نے اسکا سوال ہی پسند نہیں فرمایا اسلئے جواب نہیں دے رہے۔اپنی بات مکمل کرنے کے بعد حضورؐ کو اس بدو سائل کا خیال آتا ہے پوچھتے ہیں قیامت کی بابت پوچھنے والا کہاں ہے؟ وہ عرض کرتا ہے اے خدا کے رسول! میں یہ بیٹھا ہوں۔آپ نے فرمایا! جب امانت ضائع ہوجائیگی تو اس وقت قیامت کا انتظار کرنا۔وہ بدو یہ جواب پاکر اور سوال کردیتا ہے کہ جناب! امانت کے ضائع ہونے کا مطلب سمجھ میں نہیں آیا۔آپؐ ازراہ شفقت پھر اسے سمجھانے لگ جاتے ہیں کہ امانت کے ضائع ہونے کا یہ مطلب ہے کہ حکومت نااہل لوگوں کے سپرد ہوجائے تو سمجھنا کہ یہ قیامت کی علامت ہے۔(بخاری)[5]

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ نماز پڑھانے کے لئے کھڑے ہوئے ۔ایک بدو آیا اور آپؐ کا دامن پکڑ کر کہنے لگا میرا چھوٹا سا کام ہے ایسا نہ ہو کہ میں بھول جاؤں آپؐ میرے ساتھ مسجد سے باہر تشریف لاکر پہلے میرا کام کردیں۔آپؐ مسجد سے باہر تشریف لے گئے اور اسکا کام انجام دے کر تشریف لائے اور نماز پڑھائی۔(ابوداؤد) 6

نبی کریم ﷺ دینی مصروفیات کے باوجود باہر سے مدینہ میں آئے ہوئے بدّوؤں کی تالیف قلبی کی ہر ممکن کوشش فرماتے تھے۔ایک دفعہ ایک اعرابی بیمار ہوگیا۔آپؐ اس کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے۔اُسے تسلّی دلاتے ہوئے دعائیہ انداز میں فرمایا کہ اللہ نے چاہا تو جلد بیماری دور ہوجائیگی اور ظاہری و باطنی صفائی ہوجائے گی۔اس نے مایوسی سے کہا آپؐ یہ کہتے ہیں مجھے تو ایسا بخار لگتا ہے جو ایک بڈھے میں جوش مار رہا ہے اور اسے قبر کی طرف لے جارہا ہے۔رسول کریمؐ نے فرمایا اگر تمہارا یہی خیال ہے تو پھر یہی سہی۔(بخاری) 7

حضورؐ کی شفقت تو یہ تھی کہ اعرابی کی عیادت کے لئے بنفس نفیس تشریف لے گئے پھر اُسے تسلّی دلائی اور اُس کے حق میں دعا کی،مگر اس نے ان تمام باتوں کے باوجود ادب رسولؐ کا لحاظ نہ کیا۔پھر بھی آپؐ نے ایک بیمار اور بوڑھے سے تکرار مناسب نہیں سمجھی اور اسکی کہی بات کا لحاظ کرتے ہوئے اس پر خاموشی فرمائی فرمائی۔

ایک دفعہ نبی کریم ﷺ توہم پرستی کو ردّ کرتے ہوئے فرمارہے تھے کہ دراصل کوئی بیماری اپنی ذات میں متعدی نہیں ہوتی۔اس پر ایک اعرابی بول پڑا کہ میرے اونٹ جو ہرن کی طرح صحت مند ہوتے ہیں کسی خارش زدہ اونٹ کے قریب آنے سے انہیں کیوں خارش ہوجاتی ہے؟ نبی کریمؐ نے کیسے پیاراور حکمت سے اسے سمجھایا کہ اگرتمہاری بات ہی درست ہےتو پھر یہ بتاؤ کہ سب سے پہلے اونٹ کو بیماری کس نے لگائی تھی؟(بخاری) 8

اور یوں ایک بدّو کوبھی دوران گفتگو سوال کرنے پر آپؐ نے جھڑکا نہیں حقیر نہیں سمجھا بلکہ معقولیّت سے قائل کر کے خاموش کیا۔

حضرت ابوھریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک بدو نے رسول اللہؐ کو ایک اونٹنی تحفہ دی۔حضورؐ نے اس کے عوض اسکوسات اونٹنیاں دیں مگر وہ پھر بھی ناراض تھا کہ مجھے کم دیا ہے۔اس پر آنحضرت ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا کہ فلاں شخص نے مجھے ایک اونٹنی تحفہ دی ہے اور جیسے میں اپنے گھر کے لوگوں کو پہنچانتا ہوں اُسی طرح خوب پہچانتا ہوں کہ یہ میری ہی اونٹنی ہے۔یہ اونٹنی فلاں دن مجھ سے گم ہوئی تھی جو اَب اس نے مجھے تحفہ دی ہے۔میں نے اس کے بدلے اس کو چھ اونٹنیاں دی ہیں اور یہ ابھی بھی ناراض ہے۔آئندہ سے میں اعلان کرتا ہوں کہ میں کسی کا ایسا تحفہ قبول نہیں کرونگا۔ہاں قریش،انصار،بنوثقیف یا دوس قبیلہ کے مخلصین کا تحفہ ردّ نہیں کرونگا۔(احمد) 9

حبشی کی دلداری

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ ایک حبشی رسول اللہؐ کی خدمت میں حاضر ہوکر سوال کرنے لگا۔ حضورؐ نے اسے فرمایا کہ سوال کر کے مسائل سمجھ لو۔ وہ کہنے لگا کہ اے اللہ کے رسول آپؐ سفید لوگوں کو ہم کالے لوگوں پر شکل وصورت اور رنگ کے لحاظ سے بھی فضیلت دی ہے اور نبوت کے لحاظ سے بھی۔ اگر میں آپؐ کی طرح ان چیزوں پر ایمان لاؤں جن پر آپؐ ایمان لائے ہیں اور جس طرح آپؐ عمل کرتے ہیں میں بھی عمل کروں تو کیا مجھے بھی جنت میں آپؐ کا ساتھ نصیب ہوسکتا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔ پھر نبی کریمؐ نے فرمایا اس ذات کی قسم جسکے ہاتھ میں میری جان ہے جنت میں ایک سیاہ حبشی کے نور کی سفیدی ایک ہزار سال کی مسافت سے بھی نظر آئے گی۔ پھر فرمایا جس شخص نے کلمہ لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھ لیا اللہ کے ہاں اسکے لئے اس کلمے کی وجہ سے ایک عہد لکھا جاتا ہے۔ جو سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ پڑھتا ہے اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ وہ شخص کہنے لگا یا رسول اللہؐ ان باتوں کے باوجود پھر ہم کیسے ہلاک ہوجائیں گے؟ رسول کریمؐ نے فرمایا ایک شخص قیامت کے دن ایک عمل پیش کرے گا کہ اگر اسے ایک پہاڑ پر بھی رکھا جائے تو پہاڑ کو اسے اٹھانا بوجھل معلوم ہو۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتوں میں سے ایک نعمت اس عمل پر بھاری ہوگی سوائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کا دامن پھیلا کر اسے زیادہ اجر

عطا فرما دے۔ پھر حضورؐ نے سورۃ الدھر کی ابتدائی اکیس آیات کی تلاوت فرمائی۔جن میں جنت اور اسکی نعمتوں کا ذکر ہے۔اس پر وہ حبشی کہنے لگا یا رسول اللہ کیا میری آنکھیں بھی جنت کی نعمتوں کو اسی طرح دیکھیں گی جس طرح آپ کی آنکھیں دیکھتی ہیں۔نبی کریمؐ نے فرمایا ہاں کیوں نہیں۔اس پر وہ حبشی بے اختیار رونے لگا اور اتنا رویا کہ اس کی روح پرواز کر گئی۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں میں نے رسول اللہؐ کو دیکھا کہ اس حبشی کی تدفین کے وقت نبی کریمؐ اسے خود اپنے ہاتھوں سے قبر میں رکھ رہے تھے۔(ھیثمی)[10]

رسول کریمؐ کی رافت و رحمت کی بے شمار مثالوں میں سے یہ چند نمونے ہیں۔اس قسم کے دیگر کئی دلچسپ واقعات بعض اور متعلقہ عناوین میں شامل ہیں۔

حوالہ جات

1 ابوداؤد کتاب العلم باب القصص

2 ابن ماجه کتاب الزهد باب البرائة من الكبر 467

3 الشفا للقاضی عیاض جز ثانی ص 111

4 مسند احمد جلد 3 ص 16 مطبوعه بیروت

5 بخاری کتاب العلم باب من سئل علماً

6 ابو داؤد کتاب الادب

7 بخاری کتاب المرضى باب عيادة الاعراب

8 بخاری کتاب الطب باب لاعدوی

9 مسند احمد جلد ۲ ص 22 مطبوعه بیروت

10 مجمع الزوائد جلد 10 ص 40 مطبوعه بیروت